اپنے اور اولاد کے تقویٰ کی فکر کریں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳/ مارچ ۱۹۸۷ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت کی:

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۵﴾

(الفرقان: ۷۵)

اور پھر فرمایا:

عموماً میں جب جمعہ کے لئے آتا ہوں تو پہلے احباب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتا ہوں اور پھر اذان کی اجازت دیتا ہوں اس دفعہ میں خیالوں میں کھویا ہوا یہ بھول ہی گیا۔ تبھی میں تعجب کر رہا تھا کہ اذان کیوں نہیں فوراً شروع کی۔ تو اب میں اس کوتاہی کو دور کرتے ہوئے سب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتا ہوں۔

دنیا میں ہمیں جتنے کیمیاوی ردعمل دکھائی دیتے ہیں ان میں کچھ تو ایسے ہیں جو مستقل جاری وساری ہیں اور ہم نہ ان کو روک سکتے ہیں نہ ان کو چلا سکتے ہیں یہ قانون قدرت کی طرف سے جاری نظام ہے اور کچھ ایسے ہیں جو اپنے آغاز کے لئے کسی مدد اور سہارے کے محتاج ہوتے ہیں جب تک اُنہیں چلنے کا حکم نہ دیا جائے اس وقت تک وہ ردعمل جاری نہیں ہوتے اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے مددگار مقرر فرمائے ہوئے ہیں جو اس ردعمل کو چلانے کے لئے ایک قسم کے Trigger جس کو انگریزی میں کہتے ہیں، لبلبہ کا کام دیتے ہیں۔ وہ Trigger چلے تو وہ چلیں گے

ورنہ خاموش پڑے رہیں گے اور Trigger کی مثال کے ساتھ ہی سب سے پہلی مثال جو سامنے آتی ہے وہ بارود کی ہے۔ کتنے ہی کارتوس ہیں یا بم ہیں جن کے اندر بارود پڑے ہوئے ہیں اور وہ بالکل بے ضرر ہیں کسی کو کچھ نہیں کہتے لیکن ایک چھوٹا سا شعلہ جو ان کو چلنے کا حکم دیتا ہے یا ان کی مدد کرتا ہے چلنے میں وہ جب ان پر چلے یا دھماکہ جو دھماکے سے چلنے والے بارود ہیں ان کے لئے ظاہر ہو تو اچانک ایک حیرت انگیز اور نہایت ہی برق رفتار سلسلہ کیمیاوی اثرات کا شروع ہو جاتا ہے۔ اس سے انسان نے بہت فائدہ اُٹھایا ہے اور انسان نے جتنی مشینیں ایجاد کی ہیں ان میں بہت حد تک خدا تعالیٰ کے جاری کردہ نظام سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اب موٹر ہے اس میں ایک پٹرول ہے جو دراصل موٹر کی غذا ہے ساری طاقت دیتا ہے چلنے کے لئے لیکن اگر وہ بجلی کا شعلہ نہ چلے جو سٹاٹر Starter سے چلتا ہے جس کے لئے الگ انتظام کیا جاتا ہے تو کروڑوں ٹن بھی پٹرول کسی کے پاس پڑا ہو کتنے ہی اسے استعمال کرنے کے لئے جہاز یا موٹریں وغیرہ موجود ہوں اس کا کوئی بھی فائدہ نہیں۔ چلانے کے لئے ایک مددگار اور ایک معاون کی ضرورت ہے جو اسے بہر حال رہے گی۔

ان اُمور پر جب آپ غور کرتے ہیں تو انسانی زندگی میں بھی ہمیں اس کی بکثرت مثالیں دکھائی دیتی ہیں اور اگر قانون قدرت پر انسان غور کرے اور ان مثالوں کو انسانی زندگی کی مثالوں پر چسپاں کرے تو اس سے بہت سے سبق ملتے ہیں۔ پچھلے کچھ عرصے سے میں جماعت کو تحریک کر رہا ہوں مختلف نیک کاموں کی اور یہ بتا کر کہ وقت، ویسے تو ہر انسان کے لئے وقت تھوڑا ہی ہے لیکن ایک خاص سنگ میل کو مدّ نظر رکھتے ہوئے جو سو سالہ جشن کا سنگ میل ہے۔ اجتماعی حیثیت سے جماعت کے پاس وقت تھوڑا رہ گیا ہے اور مختلف تحریکات کر رہا ہوں اصلاح نفس کی، اصلاح معاشرہ کی تعلق باللہ کو بڑھانے کے لئے اور تبلیغ کے لئے مستعد ہونے کے لئے، جلد تر ساری دنیا میں اسلام کا نور پھیلانے کے لئے، جتنی جتنی بھی جدوجہد کی ضرورت ہے جس نوع کی جدوجہد کی ضرورت ہے اس کی طرف توجہ دلا رہا ہوں لیکن بعض دوستوں کے بڑے معذوری کے خط آتے ہیں وہ کہتے ہیں تمنا تو بیدار ہو گئی ہے لیکن طاقت نہیں اور بعض اپنے متعلق یہ لکھتے ہیں اور جو اپنے متعلق لکھتے ہیں ان کے اندر ایک درد پایا جاتا ہے دعا کی تحریک ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں سمجھ نہیں آتی جب ہم خطبہ سنتے ہیں یا کوئی پیغام سنتے ہیں تو دل میں ایک بڑا زبردست ولولہ پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے بعد پھر عمل کی قوت

نہیں آتی اور ہم احساس محرومی کا شکار ہوتے چلے جارہے ہیں۔ بعض لوگ ہیں جو اپنے متعلق نہیں لکھتے دوسروں کے متعلق لکھتے ہیں کہ آپ تو خطبے دیتے رہتے ہیں وہاں وہی حال ہے سب کا اور فلاں میں یہ برائی پائی جاتی ہے اور فلاں میں یہ برائی پائی جاتی ہے۔ بعض عورتیں ہیں ان کی شکایتوں میں درد بھی پایا جاتا ہے اور غیر کی شکایت بھی یعنی خاوند کی۔ کہتی ہیں کہ ہم نے تو یہاں تک بھی کیا کہ آپ کے خطبے ان کو سنائے بٹھا کے کہ یہ ہوتا ہے حسن سلوک معاشرے میں، عائلی زندگی یہ ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول آپ سے یہ تقاضا کرتے ہیں لیکن کوئی فرق نہیں پڑا، وہی زندگی، وہی چال چلن، وہی رہن سہن، وہی ناانصافی اور سختی ان کے بیان کے مطابق۔

تو ان سب امور پر غور کرتے ہوئے میں نے اس کا یہی ایک جواب پایا کہ انسانی زندگی میں جسے ہم پٹرول کہتے ہیں، چلنے کی طاقت چلنے والی چیز، وہ قوت جسے چلایا جائے تو پھر وہ بڑے عظیم الشان کارنامے دکھاتی ہے۔ وہ قوت کیا ہے انسان میں اور تقریر اس قوت پر کیا اثر کرتی ہے؟ تقریر اور نصیحت اور یاددہانیاں یہ سارے تو اس شعلے کی طرح ہیں جو بارود پر چلے تو اس میں ایک ردعمل جاری کردیتا ہے یا پٹرول کو حکم دیتا ہے کہ تم چل پڑو یا اسی قسم کی دوسری انسانی مشینوں میں انسان نے استفادہ کرتے ہوئے تعاون کا ایک نظام جاری کردیا ہے لیکن اگر پٹرول نہ ہو تو شعلہ بیکار جائے گا۔ خالی اسٹارٹر چلا کے آپ گھنٹوں بیٹھے رہیں موٹر میں، گھنٹوں تو اسٹارٹر آپ کا ساتھ ہی نہیں دے گا، چند منٹ کے اندر اندر وہ بھی جواب دے دے گا اور کسی قسم کی کوئی حرکت اس موٹر میں پیدا نہیں ہوگی تو اس کا جواب مجھے قرآن کریم میں یہ ملا:۔

وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۫ وَ اتَّقُوْنِ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ ۝۱۹۸

(البقرہ:۱۹۸)

قرآن کریم نے بھی انسانی نظام میں ایک پٹرول کا ایک قوت کے ذخیرے کا ذکر فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ باوجود اس کے کہ آسمان سے نور نازل ہو چکا ہر قسم کو ہدایت مل گئی اور دلوں کو گرمانے والا وجود جیسا پہلے کبھی نہیں آیا تھا ویسا وجود ظاہر ہو گیا لیکن جب تک تمہارے اندر وہ غذا موجود نہیں ہوگی جس سے قوت پا کے تم آگے چلو گے اس وقت تک یہ ساری نصیحتیں، یہ سارے کارخانے بیکار جائیں گے۔ فرمایا:۔ وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى سفر پہ روانہ ہونا چاہتے ہو، دل

میں خواہشیں پیدا ہوگئی ہیں، جی چاہتا ہے ہم بھی حرکت کریں اور فعال وجود بن جائیں لیکن زادراہ کوئی نہیں۔ تو وہ زادراہ ہے کیا جس کی قوت سے روحانی سلسلے چلتے ہیں؟ وہ تقویٰ ہے۔

اب اس جواب کی روشنی میں جب آپ ان سب حالات پر نظر ڈالیں جو جماعت پر گزر رہے ہیں تو ہر دفعہ یہی جواب ملے گا۔ جب متقی کے کان پر آواز پڑتی ہے تو صرف اُس کا وجود مرتعش نہیں ہوتا بلکہ متحرک ہو جاتا ہے۔ صرف لرزہ ہی نہیں طاری ہوتا اس کے وجود پر بلکہ مستقلاً وہ آگے بڑھنا شروع ہو جاتا ہے اور جس نوع کا بھی کام آپ اس سے لینا چاہیں جس سمت اسے حرکت دیں وہ ایک نتیجہ خیز وجود بن جاتا ہے اور جب تقویٰ کی کمی ہو تو ارتعاش پھر بھی آجاتا ہے۔ بسا اوقات لاکھوں آدمی ایک جلسے پر کسی کا وعظ سن رہے ہوں ان کا وجود بعض نصائح سے متاثر ہو کانپ اُٹھتا ہے واقعۃً ارتعاش پیدا ہو جاتا ہے بدن میں، لرزہ طاری ہو جاتا ہے، آنکھوں سے آنسو بھی جاری ہو جاتے ہیں لیکن جب وہ جاتے ہیں تو گنتی کے چند ہوں گے جن کے اندر وہ قوت کارفرما ہو چکی ہو جو ان کے وجود کے اندر پہلے ہی تھی لیکن مخفی تھی خوابیدہ حالت میں تھی اور پھر دوبارہ انہیں چنگاری کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ وہ جو ارتعاش ہے وہ ایک مستقل حرکت کی شکل اختیار کر لیتا ہے وہ آگے بڑھنے لگتے ہیں۔ تو اگر واقعۃً ان بیویوں کا بیان درست ہے جو اپنے خاوندوں کا ذکر کرتی ہیں اور بڑے درد کے حالات لکھتی ہیں تو اگر ان کے اندر وہ تقویٰ نہیں ہے تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں کوئی کسی کا کچھ نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے دعا مانگیں اور اسی لئے قرآن کریم نے تقویٰ کے لئے جو ہمیں دعا سکھائی اس میں عجیب بات ہے کہ عائلی زندگی کا خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝۷۵

اے خدا! ہمیں ہمارے جوڑوں سے دل کا چین اور آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب فرما۔ قُرَّةَ اَعْيُنٍ سے مراد دونوں چیزیں ہیں آنکھ کی ٹھنڈک یعنی دل کا چین اور سکون اور ہمیں متقیوں کے لئے امام بنا۔

یہ متقیوں کے لئے امام بنانے کی دعا بہت ہی حیرت انگیز سبق قوموں کے لئے اپنے اندر رکھتی ہے اور اگرچہ اس نسبت سے یہاں پہلا اطلاق اس کا اولاد پر ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی جتنی قومیں ہیں ان پر آپ نظر دوڑا کے دیکھیں لیڈر شپ اگر متقیوں کی نہیں ہے تو اسکی کوئی بھی

حیثیت نہیں۔ لیڈر شپ میں تقویٰ سے قوت پیدا ہوتی ہے اور ہر تقویٰ کا اپنا الگ الگ میدان ہے۔ انسانی زندگی میں جو مذہب کے علاوہ مضامین ہیں ان کے اندر بھی تقویٰ کا مضمون چلتا ہے۔ جو سیاست ہے اس میں اگر قوم اپنے مقصد کے طرف مخلص نہ ہو، اپنے وطن کی محبت میں مخلص نہ ہو تو وہ غیر متقی قوم ہے۔ اس کے لیڈر ہزار کوشش کریں ان کے اندر کوئی مستقل تبدیلی، کوئی پاک تبدیلی پیدا نہیں کر سکتے۔ ایک شور ڈالتے رہیں گے وہ، منہ سے جھاگ بھی نکالتے رہیں گے لیکن قوم جیسا کہ بے عمل تھی ویسی ہی بے عمل رہے گی کیونکہ خالی سٹاٹر ہے ان کے پاس اور وہ زادِ راہ نہیں ہے جس کا قرآن کریم نے ذکر فرمایا وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی۔

اسی طرح مذہب کی دنیا میں بھی یہی حال ہے اور تقویٰ کے نتیجے میں ہی قومیں آگے بڑھا کرتی ہیں۔ جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے دو قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں ایک وہ جنہیں اپنے تقویٰ کی فکر رہتی ہے۔ وہی ہیں جو حقیقت میں ہدایت پانے کے اہل ہیں اور ایک وہ ہیں جو دوسرے کے تقویٰ کی فکر نہیں کرتے بلکہ دوسرے کی برائیوں کا کھوج نکالنے کی فکر میں رہتے ہیں اور اس کا نام اُنہوں نے اپنا تقویٰ رکھ لیا ہے اور غیر میں تقویٰ کی تلاش رہتی ہے حالانکہ تقویٰ کی تلاش سے نہ ان کا تعلق ہوتا ہے، نہ ان کو اپنے تقویٰ کی کوئی فکر ہوتی ہے اور ان کو ہر طرف برائی ہی برائی دکھائی دیتی ہے لیکن اس قسم کے لوگوں میں آگے پھر دو گروہ ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت میں ایسے لوگوں کی تعداد بہت ہی کم ہے اور دن بدن کم ہوتی چلی جارہی ہے جو محض تخریب کے لئے تنقید کرتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو میں نے پچھلے چند سالوں میں محسوس کیا کہ غیر معمولی طور پر جماعت میں اس بات کی طرف دھیان منتقل ہو رہا ہے کہ ہم اپنی فکر کریں اور وہ جو زبانیں پہلے تنقید کے لئے بے دھڑک چلا کرتی تھیں یا وہ قلم جو تنقید کے لئے بے ساختہ بے لگام ہو جایا کرتے تھے ان میں بڑا فرق پڑتا چلا جارہا ہے۔ ان زبانوں میں، ان قلم کی تحریروں میں ادب آنا شروع ہو گیا ہے اپنی ذات کی فکر پیدا ہونا شروع ہوگئی ہے لیکن ایک اور ایسا طبقہ ہے جس کے اندر مخفی نقص ہیں اور جس کا مطلب یہ ہے کہ تقویٰ گہرا نہیں ہے اور کھوکھلا ہے اور وہ مخفی نقص اس طرح ظاہر ہوتے ہیں کہ ایک معاشرے میں وہ رہتے چلے جارہے ہیں انہیں کوئی برائی دکھائی نہیں دیتی۔ جب کسی شخص سے ان پر حملہ ہو، کوئی ان کے روپے کھا جائے، کوئی ان کے ساتھ بدسلوکی کرے تو اچانک سارا معاشرہ ان کو

گندہ دکھائی دینے لگ جاتا ہے۔ عجیب حالت ہے ان کی جہاں رہے، جہاں تعریفیں کیں جہاں جماعت کے گُن گائے وہاں ایک شخص نے ان سے بدسلوکی کر دی تو یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ صرف کھوکھلی ہے جماعت اس کے اندر کچھ بھی نہیں ہے۔ غیر متقیوں کا ٹولہ ہے ہم نے تو آزما کر دیکھا فلاں شخص نے ہمارے پیسے کھالئے اور یہ بھی ضروری نہیں ہوتا کہ اس نے واقعۃً کھائے بھی ہوں۔ جب تحقیق کی جاتی ہے تو بعض دفعہ بالکل برعکس شکل نظر آتی ہے۔

مجھے ایک شخص کے خط آنے شروع ہوئے کہ جماعت کا کیا حال ہے، آپ کہتے ہیں جماعت متقی ہے اور وہ غیروں سے افضل اور آگے بڑھ گئی ہے۔ فلاں شخص سے میرا معاہدہ ہوا اور اس نے میرے روپے دبا دیئے، اب بھی اس کی عزت ہے جماعت میں اور اب بھی وہ اس نے اپنی طرف سے کہا کہ چوہدری بنا پھرتا ہے اور کوئی نظام نہیں ہے اور کوئی پکڑ نہیں ہیں ہے، غریبوں کے لئے پکڑ رہ گئی ہے امیروں کے لئے کوئی پکڑ نہیں، اس مضمون کے خط لکھنے شروع کئے۔ میں نے ایک کمیشن مقرر کیا اور بالکل غیر جانبدار کمیشن جس کو سختی سے تاکید کی کہ تم نے قطعاً کوئی پرواہ نہیں کرنی کوئی کس مقام کا آدمی ہے لازماً خالص تحقیق کر کے مجھے بتانی ہے۔ یہ میں دیکھوں گا کہ کس طرح کوئی بظاہر بڑا ہو کر کسی غریب پر ظلم کرتا ہے۔ ان کی تحقیق جس کے ساتھ قطعی ثبوت تھے اس نے ثابت کیا کہ وہ شخص جو شکایت کنندہ ہے اس نے اتنی رقم اس کی دینی ہے اور جب اس پر ایکشن لیا گیا تو اب اس کا رنگ اور بدلا ہوا ہے کہ رحم بھی تو کوئی دنیا میں ہوتا ہے کسی غریب پر ہمدردی کرنی چاہئے۔ اپنی ذات پر آ کر بالکل رنگ ہی بدلتے جاتے ہیں تقویٰ کی تعریفیں بدلتی چلی جاتی ہیں۔ یہ ایسے شخص وہ ہیں جن کا عام حالات میں پتا نہیں چلتا۔ عام حالات میں ٹھیک رہتے ہیں۔

ربوہ کے متعلق بعض خط ایسے آیا کرتے تھے بے انتہا تعریف کے، جماعت کی سوسائٹی کی تعریف کے، بہت اچھی جماعت ماشاءاللہ فلاں نے یہ کر دیا اور فلاں نے یہ کر دیا۔ کسی معاملے میں نظام جماعت نے پکڑ کی تو ایسے خط آنے لگے کہ تقویٰ کا نشان تک نہیں ملتا اس شہر میں۔ ہر شخص بددیانت، ہر شخص بلا پرواہ، جتنا بڑا آدمی اتنا بڑا منافق۔ اچانک ایک رات میں یہ کیسے انقلاب برپا ہو گیا؟ تو معلوم ہوتا ہے کہ تقویٰ کا مضمون بہت ہی باریک نگاہ سے دیکھنے کا تقاضا کرتا ہے۔ بعضوں کے تقویٰ پر خدا کی ستاری کے پردے پڑے ہوئے ہیں اور اللہ ان پردوں کو سلامت رکھے تو ٹھیک

ہے ورنہ وہ پردے پھٹے تو کچھ اور مضمون اندر دکھائی دیتا ہے اور اس کے برعکس خدا کے فضل سے جماعت کی ایک بڑی بھاری تعداد ہے جو آزمائشوں میں آکر بھی تقویٰ میں آگے بڑھتی ہے اور میں جانتا ہوں کہ یہ جماعت بالعموم خدا کی نظر میں ایک متقی جماعت ہے۔ مجھے اس جماعت سے جتنا رابطہ پڑا ہے **میں خدا کی قسم کھا کے گواہی دیتا ہوں کہ اگر یہ جماعت متقی نہیں تو دنیا میں پھر کوئی متقی نہیں ہے** آج وَّ اجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا میں ہمیں تقویٰ کی پہچان سکھا دی۔ فرمایا تمہاری امامت کی طاقت تمہاری جماعت میں ہے۔ اگر جماعت میں تقویٰ ہے تو تم طاقتور امام ہو۔ اگر جماعت میں تقویٰ نہیں ہے تو تم کمزور اور بیکار امام ہو تمہاری کسی بات کا کسی سکیم کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوگا۔

پس وہ جماعت جو ہر نیکی کی طرف بلانے پر والہانہ عاشقانہ آگے بڑھتی ہے، حیرت انگیز قربانی کے مظاہرے کرتی ہے جو کلمہ لا الہ الا اللہ کے تقدس کی تحریک ہو یا کوئی اور تحریک ہو یا مالی قربانی ہو کونسی ایسی تحریک ہے جس میں جماعت نے آواز پر سو فیصد لبیک نہ کہا ہو۔ ایسی حیرت انگیز جماعت ہے اس کی کوئی نظیر دنیا میں نہیں ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا ثمرہ جماعت ہو اس کے متعلق جب یہ لوگ ظالمانہ اعتراض کرتے ہیں جماعت میں سے ہی تو دل میرا پھٹنے لگتا ہے غم سے۔ ان کو اپنی فکر کرنی چاہئے۔ کسی کی برائی دور کرنے کے لئے دردمند ہونا بالکل اور بات ہے لیکن جب اپنے اوپر معمولی سی چوٹ پڑے تو انسان یہ بات بالکل بھلا دے کہ کس پر زبان دراز کر رہا ہے کن لوگوں کے متعلق باتیں کر رہا ہے۔ ایسے لوگ اوّلین میں بھی تھے اور آخرین میں بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بھی ایسے لوگ تھے جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر خود حضور اکرم ﷺ پر بھی زبانِ طعن دراز کرنے سے باز نہیں آئے لیکن اس کے باوجود، باوجود اس کے کہ میں جانتا ہوں بالعموم خدا کے فضل سے نہ صرف جماعت تقویٰ کے معیار میں بلند ہے بلکہ بلندتر ہونے کی تمنا رکھتی ہے آگے بڑھنے کے لئے بے قرار ہے اور کمزوریاں ہر انسان میں ہوتی ہیں کوئی انسان ایسا نہیں جس میں کمزوریاں نہ ہوں دیکھنا یہ ہے کہ اس شخص کی توجہ کس طرف ہے۔ کمزوریاں بڑھنے پر وہ خوش ہے یا کمزوریاں کم کرنے کی طرف متوجہ ہے۔ بعض لوگ ایسے ہیں جن کو کمزوریوں کے باوجود ہر وقت فکر لگا رہتا ہے کہ میری فلاں کمزوری ابھی تک دور نہیں ہوئی میرا کیا بنے گا؟ بعض لوگ ایسے ہیں کہ جن کو برائی کی تمنا ہے اور حسرت ہی رہتی ہے کہ ہماری تمنا پوری نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ غالبؔ نے کہا:۔

نا کردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد
یارب! اگر ان کردہ گناہوں کی سزا ہے
(دیوان غالب صفحہ: ۳۴۶)

کہتا ہے میرا سر دامن بھی ابھی تر نہیں ہوا تھا میری زندگی کا دور ختم ہو گیا اور گناہوں میں میرا سر دامن بھی ابھی تر نہیں ہوا تھا۔ یہ بھی ایک سادگی ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ دنیا دو قسم کے انسانوں پر مشتمل ہے بعض بدیوں کی تمنا رکھتے ہیں اور ان کی طرف آگے بڑھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور ان کے لئے جو ان کی بداعمالیوں کے رستے میں جو روک ہے وہ ان کی بے چارگی ہوتی ہے۔ بس چلے تو ایسے ایسے لوگ ہیں جو دنیا کے ہر انسان کا سارا مال کھا جائیں، ایسے لوگ ہیں جو دوسروں کے سب حقوق غصب کر لیں۔ اپنی ترقی کی خاطر کسی کو تنزل کے گڑھے میں دھکیلنا پڑے تو کوئی اس میں عار نہ سمجھیں کوئی بات نہ سمجھیں لیکن بے اختیاری ہے ہر تمنا بدن کی پوری ہو ہی نہیں سکتی اگر اس طرح پوری ہونے لگے تو دنیا تو آناً فاناً ختم ہو جائے۔ ان کے اندر بھی مخفی بدیں ہیں اور ظاہری بدیں ہیں۔ غیر متقیوں میں بھی بہت بڑی تعداد ہے جن کی بدی چھپی پڑی ہوئی ہے اندر وہ دبی ہوئی ہے وہ وقت آنے پر ایک دم جلوہ دکھاتی ہے اپنا اور جب وقت ملتا ہے اسی وقت سر اٹھاتی ہے جس حد تک توفیق اس کو ملتی ہے بدی کی تو ضرور اپنے شر کو ظاہر کر کے چھوڑتی ہے۔

اس کے مقابل پر کچھ متقی ہیں جن کی تمنائیں نیکی کے لئے ہیں۔ ان میں بھی کمزوریاں ہیں لیکن وہ کمزوریوں سے ہمیشہ ایک دکھ میں مبتلا رہتے ہیں اور ایک قسم کے عذاب میں مبتلا رہتے ہیں اور کوئی بعید نہیں کہ ان کا اسی دنیا میں جو عذاب ہے وہی ان کے لئے بخشش کا موجب بن جائے وہی ان کے لئے اللہ کی رحمت حاصل کرنے کی موجب بن جائے اور جب میں کہتا ہوں کوئی بعید نہیں تو اپنی طرف سے نہیں بلکہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے ارشاد کے مطابق کہہ رہا ہوں۔ آپؐ نے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ وہ بے انتہا گناہگار تھا اتنا گناہگار تھا کہ اس سے زیادہ گناہ کا تصور نہیں۔ مرتے وقت اس نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کی کہ تم میری لاش کو جلانا اور ایسا جلانا کہ خاک کر دینا اس کو، راکھ بنا دینا اور پھر اس راکھ کو چاروں طرف ہواؤں میں اڑا دینا کچھ کو پانی میں کچھ کو ہواؤں میں تا کہ ہر طرف یہ بکھر جائے اس کا کوئی نشان باقی نہ رہے گا اور یہ نصیحت کر کے کچھ عرصے کے بعد وہ مر گیا اس کی

اولاد نے اس نصیحت پر عمل کیا اور اس کے ساتھ یہی کیا۔ قیامت کے دن آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اسے بلایا اور پوچھا تو نے یہ کیوں کیا تھا، سارا واقعہ بیان کرے کہ یہ ہمارے علم میں ہے کہ تو نے ایسا کیا، کیوں ایسا کیا؟ اس نے جواب دیا کہ اے خدا! میں تیری پکڑ سے تیرے عذاب سے سخت ڈرتا تھا اور میں نے یہ ترکیب کی کہ تجھ سے بچنے کا سوائے اس کے کوئی ذریعہ نہیں کہ میرا ذرہ ذرہ سب جگہ پھیل جائے اور ساری خاک بکھر جائے یا پانی میں غرق ہو جائے۔ تفصیلی حدیث سے اس کے درمیان میں یہ بھی ذکر ہے کہ خدا نے حکم دیا کہ پانی سے بھی اس کے ذرات اکٹھے کئے جائیں اور خاک سے بھی ذرات اکٹھے کئے جائیں اور اس پر خدا نے فرمایا تو مجھ سے اتنا ڈرتا تھا تو میں تجھے بخشتا ہوں۔ (بخاری کتاب التوحید، حدیث نمبر: ۶۹۵۴)

اب یہ ایسی مثالیں ہیں جو خاص خدا کی رحمت کے بعض جلوؤں کو ظاہر کرنے کے لئے بتائی جاتی ہیں۔ عمومی قانون کے طور پر ایسے نہیں کہ ہر شخص کہے کہ چلو میں کچھ ڈرتا ہوں خدا سے اس لئے میں معاف کر دیا جاؤں گا۔ خدا کی نظر ہے دلوں پر اس لئے بظاہر کچھ ایسے متقی بھی ہوں گے جن کے اندر کمزوریاں ہیں لیکن ان کے دلوں میں اپنے اعمال کے نتیجے میں خود ایک جہنم پیدا ہو چکی ہے اور کچھ ایسے بد ہیں جن کو بدیاں کرتے کرتے چین نہیں ملتا اور ان کے اندر بھی ایک جہنم ہے مگر وہ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ (ق:۳۱) کی جہنم ہے اور بھی چاہئے کچھ اور بھی چاہئے اور بھی چاہئے۔ وہ حسرتوں کی جہنم ہے اور یہاں یہ جہنم ہے اپنے کئے ہوئے پر ندامت کی جہنم، دونوں قسم کی جہنم ہوا کرتی ہے۔

تو باہر کی آنکھ کو کیا پتہ کہ اندر کیا ہو رہا ہے لیکن جب عمومی طور پر نیک کاموں کی طرف بلانے والا بلاتا ہے تو اس وقت اجتماعی ردعمل سے پتہ چلتا ہے کہ ایک بڑا عظیم الشان ذخیرہ تقویٰ کا ہے اس جماعت میں جس کے نتیجے میں اس نے حیرت انگیز طور پر نیکی کے کاموں میں لبیک کہا۔

اب یہ دوسرے علماء ہیں آپ ان کو دیکھ لیں ساری دنیا میں گھومتے پھرتے ہیں منّتیں کرتے ہیں قوم کی، غیرت دلاتے ہیں۔ ہمیں کہتے ہیں دیکھو وہ مرتد ہو کر ایک مانگتا ہے تو ان کی جماعت دس دیتی ہے، ہم لاکھ مانگتے ہیں تم دس بھی نہیں دیتے اور تم اتنے زیادہ ہو اور تمہیں کوئی غیرت نہیں آتی لیکن پھر بھی دل ان کے لئے کھلتے نہیں ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ ہمارے امام بھی غیر متقی ہیں۔ امام جانتے ہیں کہ ہمارے پیروکار بھی غیر متقی ہیں۔

پس وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا میں خدا نے ہمیں یہ عظیم الشان راز سکھایا کہ امامت کی

تمنا نہ کرو، **متقیوں کی امامت کی تمنا کرو اور اگر تمہارے پیروکار متقی ہوں گے تو تمہارے اندر ایک عظمت پیدا ہوگی، تمہارے اندر ایک رعب پیدا ہوگا، تمہارے اندر ایک دلیری پیدا ہوگی۔ تم جرأت کے ساتھ سب دنیا کو چیلنج کر سکو گے کہ آؤ اور ہمارا مقابلہ کر کے دیکھو تم یقیناً شکست کھا جاؤ گے۔** پس جب میں جرأت کے ساتھ اور بڑے حوصلے کے ساتھ ایسی باتیں کرتا ہوں تو اللہ پر توکل کرتے ہوئے آپ کے تقویٰ پر نظر رکھ کے ایسی باتیں کہتا ہوں اور مجھے پتا ہے کہ خدا اس معاملے میں مجھے کبھی شرمندہ نہیں کرے گا۔

اس لئے وہ لوگ جو ہمیشہ کاٹنے والی زبان استعمال کرتے ہیں یا نقص تلاش کرنے والی نظر استعمال کرتے ہیں خود اپنے اوپر اگر وہ یہ کام کرنا شروع کر دیں تو یہ تقویٰ کی جنگ کا بڑا حصہ ہمارے لئے جیتا جائے۔ یہ بات بری نہیں ہے۔ آپ ظلم کریں بے شک لیکن غیر پہ نہ کریں اپنی جان پر ظلم کریں۔

اس مضمون کو قرآن کریم نے کھولا حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی شان میں ظَلُوۡمًا جَهُوۡلًا (الاحزاب: ۷۳) کا لفظ استعمال فرما دیا کہ قرآن کی امانت کے لئے ایک ہی انسان کامل تھا جسے خدا نے اس بات کا حقدار سمجھا کہ اس پر قرآن نازل فرمایا جائے اس لئے کہ وہ ظَلُوۡمًا جَهُوۡلًا تھا۔ بعض لوگ تفسیر کرنے والے لرزے میں مبتلا ہو جاتے ہیں یہ سوچ کر کہ مضمون چل رہا ہے قرآن کریم کی عظیم امانت کا اور آگے ظَلُوۡمًا جَهُوۡلًا ابیان ہو گیا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہاں ظل ظَلُوۡمًا سے مراد غیروں پر ظلم کرنے والا نہیں بلکہ نیکی اور بھلائی کی خاطر اپنے نفس پہ ظلم کرنے والا ہے اور جَهُوۡلًا سے مراد یہ نہیں کہ اسے کوئی پرواہ نہیں ہے کہ دنیا تباہی میں مبتلا ہوتی ہے یا اس پر کیا گزرتی ہے بلکہ نیکی کی خاطر اپنے نفس کو ہلاک کرنے کے معاملے میں بالکل مستغنی ہو چکا ہے۔ اسے کوئی پرواہ نہیں کہ اس کے ساتھ کیا ہوتا ہے (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ سورۃ الاحزاب، جلد سوم صفحہ: ۷۳۲)۔ چنانچہ اس مضمون کی گواہی خدا نے خود قرآن کریم میں دی ہے۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفۡسَكَ اَلَّا يَكُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِيۡنَ ۝

(الشعراء: ۴)

اپنے آپ کو تو ہلاک کر لے گا اس لئے کہ دنیا حق کا کلمہ نہیں پڑھ رہی۔ تو ظلم اچھی چیز ہے اگر اپنی برائیوں پر ظلم کیا جائے، اپنی کوتاہیوں پر ظلم کیا جائے اور اپنے نفس پر ان معنوں میں ظلم کیا

جائے کہ اس کو کوئی لغزش نہ بخشی جائے۔ اگر لغزش کرتا ہے تو اس کو ہر وقت آپ Censure کریں اس کو، تنقید کریں اس کے اوپر، اسے کہیں کہ تم نے ظلم کیا ہے اور اپنے لئے ایک بے چینی پیدا کر لیں۔ یہ ظلم بہت ہی قیمتی اور پیارا ظلم ہے جس کی تعلیم ہمیں قرآن کریم نے دی اور حضرت محمد مصطفی ﷺ کو اس پاک ظلم کا نمونہ بنا کر ہمارے سامنے پیش فرمایا۔ تو جذبہ تو اچھا ہے تنقید کا لیکن رخ بدلنے کی ضرورت ہے۔ غیروں پر رحم کی نظر ڈالیں۔ پیار اور محبت سے ان کو نصیحت کریں، ان کی مدد کریں۔ ان کے اندر اگر ذخیرے ہیں تقویٰ کے تو انہیں انگیخت کرنے کے لئے وہ چنگاری بن جائیں جو ان کے ذخیروں میں قوت کے دھماکے پیدا کر دے۔ لیکن ایسی بات نہ کریں کہ وہ جو ذخیرے ہیں ان پر اور پانی پڑے اور بھی زیادہ وہ بڑھنے اور نشوونما پانے کے نااہل ہوتے چلے جائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ تقویٰ کے معیار بلند کئے بغیر ہم کوئی بھی عظیم الشان کارنامہ دنیا میں سرانجام نہیں دے سکتے اور باوجود اس کے کہ ہم تقویٰ کے خدا کے فضل کے ساتھ نہایت ہی بلند معیار پر ہیں لیکن مزید کی ضرورت ہے۔ اسی لئے بار بار یہ یاددہانی کرانے کی ضرورت پڑتی ہے تقویٰ کا کوئی آخری مقام نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ انسانی تاریخ میں حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی زندگی میں اور آپؐ کی ذات میں تقویٰ کا آخری مقام ظاہر ہوا جس سے اوپر تقوی کا کوئی مقام انسان کے علم میں نہیں آسکتا۔ اس کے بعد اس مقام کی طرف حرکت کے مظاہر تو آپ کو نظر آئیں گے لیکن اس مقام تک پہنچنے کا ایک بھی موقع آپ کو کہیں دکھائی نہیں دے گا، قریب تر ہونے کا مضمون ہے اور اس میں گم ہو کر جو اپنے وجود کو پوری طرح کھو دے وہ اس سے قریب تر دکھائی دے گا مگر پھر بھی اس جیسا نہیں ہو سکتا۔ اُس میں کھویا بھی جائے تو ہم مرتبہ نہیں ہو سکتا، آقا آقا رہتا ہے شاگرد شاگرد رہتا ہے۔ اس مضمون کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں بعض ظالموں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے کلام کو نہیں سمجھا اور اس پر بھی اعتراض کئے۔

یہ تقویٰ کا مضمون ایسا وسیع ہے اور اتنا بلند بھی اور اتنا باریک بھی کہ اس کے لئے ہمہ جہت نگرانی کی ضرورت ہے اور ہر طرف کوشش کی ضرورت ہے۔ اس لئے آپ جس بھی مقام پر کھڑے ہوں آگے اور مقامات ہیں اور اگر واقعی تقویٰ سچا ہے تو پھر کسی مقام پر بھی آپ کھڑے ہوں آپ اس

سے مطمئن نہیں ہوں گے۔ یہی سمجھتے رہیں گے کہ نہیں کچھ کمی رہ گئی، ابھی میں کچھ بھی حاصل نہیں کر سکا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ سے پیار کرنے والے اور حقیقی متقیوں کا نقشہ کھینچتے ہوئے اس مضمون کو بیان فرماتے ہیں:۔

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
اسے دے چکے مال و جاں بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار

(درثمین صفحہ:۱۵)

ایک دفعہ نہیں بار بار سب کچھ فدا کرنے کا موقع ملتا چلا جاتا ہے اور غم اور فکر یہ لگا ہوا ہے کہ ہم تو نابکار ہی رہے کچھ بھی نہیں کر سکے خدا کے لئے۔ یہ وہ تقویٰ کی تعریف ہے جس پہ اگر آپ عمل شروع کر دیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو کوئی خطرہ نہیں اور کوئی غم نہیں۔ سب کچھ دے چکنے کے بعد احساس عجز دل میں پیدا ہو اور نیکی کے متعلق غرور اور تکبر پیدا نہ ہو بلکہ خیال یہ ہو کہ ہم بہت کچھ کر سکتے تھے جو نہیں کر سکے، جس رنگ میں کر سکتے تھے اس رنگ میں پورا نہیں کر سکے، اس قربانی کے اعلیٰ تقاضوں پر پورا نہیں اتر سکے۔ بہت سے مضمون ہیں جو فرضی نہیں رہتے حقیقی بن جاتے ہیں اور ایک عاجز انسان جانتا ہے کہ میں نہیں کر سکا یہ نہیں کہ وہ مبالغہ کے ساتھ یا منافقت کے ساتھ ایسی باتیں کرتا ہے۔ وہ بھی لوگ ہیں جو بظاہر عجز کی باتیں کرتے ہیں لیکن صاف پتہ چلتا ہے کہ لفاظی ہے اور اس میں لوگ اپنی نیکی کا ہی ڈھنڈورا پیٹتے ہیں یا اپنی بڑائی کا ہی اظہار کر رہے ہوتے ہیں کہ ہم تو کچھ بھی نہیں اور جانتے ہیں لوگ کہیں گے ہاں سب کچھ ہے اور پھر بھی یہ کہہ رہا ہے کہ کچھ بھی نہیں۔ لیکن جن لوگوں کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ذکر فرما رہے ہیں وہ اور لوگ ہیں وہ واقعۃً اپنے اوپر جب گہری نظر ڈالتے ہیں ظلم کی نظر جو میں کہہ رہا ہوں تو ان کو دکھائی دینے لگتا ہے کہ وہ کچھ بھی نہیں، محسوس کرنے لگتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں پھر دل کی بے چینی پیدا ہوتی ہے جو ان کے

لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے مزید تقویٰ کے انعام کا موجب بنتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ ان کو لامتناہی ترقیات کے ساتھ آگے بڑھاتا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

ایسا پیارا کلام ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت پر ظلم کرنے والے جو زبانیں دراز کرتے ہیں اس ایک شعر کو سادہ سے شعر کو دیکھ لیں اگر دل میں ذرا سا بھی تقویٰ ہو تو یقین کریں کہ نہ صرف متقی بلکہ اعلیٰ درجہ کا عارف باللہ نہ ہو یہ شعر نہیں کہہ سکتا:۔

لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

(درثمین صفحہ: ۱۵)

اور خاک میں وہ مضمون آ گیا خاکساری کا۔ جب تک وہ یہاں رہتے ہیں وہ خاک ہی بنے رہتے ہیں اور دل خدا سے لگائے رکھتے ہیں۔ اس خاک سے پھر وہ پاک ہو کر نکل جاتے ہیں اپنے رب کے حضور۔ تو اس لئے تقویٰ کے معیار کو تو ابھی بہت بڑھانے کی ضرورت ہے یہ جتنا وقت تھوڑا ہوتا چلا جا رہا ہے میری یہ فکر بڑھتی چلی جا رہی ہے، اپنے متعلق بھی اور آپ کے متعلق بھی کہ ابھی ہم ان تقاضوں کو پورا نہیں کر سکے اگر کر دیتے تو بہت ہی عظیم الشان نتائج جو اس وقت نکل رہے ہیں اس سے بھی کئی گُنا عظیم الشان نتائج ظاہر ہونا شروع ہو جاتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون پر نظم میں بھی اور نثر میں بھی اتنی روشنی ڈالی ہے کہ میں نے موازنہ تو نہیں کیا لیکن میرا اندازہ ہے اگر احمدی محقق موازنہ کر کے دیکھیں تو گزشتہ صدیوں کے جتنے مجددین اور بڑے چوٹی کے علماء، اکابر ہیں ان کے کلام میں آپ کو اجتماعی طور پر بھی اتنا زور تقویٰ پر نظر نہیں آئے گا۔ بھری پڑی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارتیں آپ کا منظوم کلام، آپ کی نثر، آپ کے ملفوظات جس میں صرف تقویٰ کے اوپر زور نہیں بلکہ اس کے باریک تجزیہ کر کے باریک سے باریک خطرات سے بھی آگاہ فرمایا گیا ہے، اس کے نفیس تر تجزیہ پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور عارف باللہ کے سوا کوئی اس مضمون کو کھول ہی نہیں سکتا

جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھولا ہے۔فرماتے ہیں:۔

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے
یہی اک فخرِ شانِ اولیاء ہے
بجز تقویٰ زیادت ان میں کیا ہے

(درثمین صفحہ:۴۹)

اولیاء کی شان بھی سمجھا دی۔خواہ مخواہ لوگ مرعوب ہو رہے ہوتے ہیں کہ پتا نہیں کیا چیز ہے۔کیسا عمدہ تجزیہ ہے:۔

بجز تقویٰ زیادت ان میں کیا ہے

تقویٰ ہی ہے نہ ورنہ یہ نہیں کہ عجیب وغریب کرشمے دکھانے والی طاقتیں ان میں موجود ہیں مردوں کو زندہ کرنے والے یا حیرت انگیز نشان دنیا کو دکھانے والے ان چیزوں میں کوئی حقیقت نہیں۔

بجز تقویٰ زیادت ان میں کیا ہے

اگر کچھ برتری ہے تو سوائے تقویٰ کے اور کچھ نہیں ہے اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ (الحجرات:۱۴) کا مضمون آپ نے نظمایا ہے:۔

ڈرو یارو کہ وہ بینا خدا ہے
اگر سوچو، یہی دارالجزاء ہے

تقویٰ کا جو فقدان ہے اس کے نتیجے میں اگر آپ غور کرنے والے ہوں تو آپ کو اسی دنیا میں ساتھ ساتھ اس کی جزا یعنی سزا کی شکل میں اس کی جزا ملنی شروع ہو جاتی ہے۔اسی لئے اس کو دارالجزاء کہتے ہیں۔

مجھے تقویٰ سے اس نے یہ جزا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

کہ مجھے جس مقام پر کھڑا کیا ہے وہ تقویٰ کے نتیجے میں کھڑا کیا ہے۔

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ
مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ

سُنو! ہے حاصل اسلام تقویٰ
خدا کا عشق مَے اور جام تقویٰ
مسلمانو! بناؤ تام تقویٰ
کہاں ایماں اگر ہے خام تقویٰ
یہ دولت تو نے مجھ کو اے خدا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

(درثمین صفحہ:۴۹)

پھر فرماتے ہیں:۔

''زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے۔ جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا سو تم اس کو مت چھوڑو اور ضرور ہے کہ تم دکھ دیئے جاؤ اور اپنی کئی امیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو''۔

یہ وہ پیمانہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے رکھا۔ اب کیا پاکستان کی جماعت اس پیمانے پر پورا نہیں اُتر رہی؟ کتنی گالیاں ہیں جو ان کو دن رات دی جاتی ہیں، کتنے دکھ ہیں جو ان کو پہنچائے جارہے ہیں؟ کتنی کڑی تکلیفوں کی آزمائشیں ہیں جن میں وہ مبتلا کئے جا رہے ہیں اور اس کے باوجود خدا گواہ ہے کہ انہوں نے پیوند نہیں توڑا اور اپنے پیوند میں مضبوط سے مضبوط تر ہوتے جارہے ہیں۔ ایسی پیاری جماعت کے متعلق کوئی کہے اپنے ذاتی اور چھوٹے سے مشاہدے کے نتیجے میں کہ وہ غیر متقی اور خدا سے دور اور ظالم اور سفّاک اور منافق ہیں تو پھر دنیا میں باقی کہیں بھی کوئی حق کا نشان تک آپ کو دکھائی نہیں دے گا۔ فرماتے ہیں:

’’تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ نیک عمل دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔ ہر ایک جو تم میں سے سُست ہو جائے گا وہ ایک گندی چیز کی طرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائے گا۔‘‘

جب خدا نے یہ ذمہ داری اپنے اوپر لے لی ہے تو پھر بے وجہ اتنی زیادہ یہ باتیں اپنے ہاتھ لینے کی ضرورت ہی کوئی نہیں جن سے خدا خود بھی ذمہ دار ہو چکا ہے۔ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ خدا تعالیٰ خود ذمہ دار ہے گندوں کو آہستہ آہستہ نکال کر باہر پھینکتا چلا جائے گا اور یہ نمونہ ہم روز دیکھ رہے ہیں ایک جاری نمونہ ہے۔ بہت سے ایسے ہیں جو بظاہر نیک انجام کی طرف بڑھ رہے تھے لیکن جن کے دل میں گندگی تھی اللہ تعالیٰ نے آخری وقت میں ان کو نیک انجام سے محروم کر دیا۔

’’وہ گندی چیز کی طرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائے گا اور حسرت سے مرے گا اور خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ دیکھو! میں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ تمہارا خدا درحقیقت موجود ہے اگرچہ سب اسی کی مخلوق ہے لیکن وہ اس شخص کو چن لیتا ہے جو اس کو چنتا ہے، وہ اس کے پاس آجاتا ہے جو اس کے پاس جاتا ہے، جو اس کو عزت دیتا ہے وہ بھی اس کو عزت دیتا ہے‘‘۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ: ۱۵)

پس اللہ تعالیٰ سے اپنے تقویٰ کا تعلق مضبوط تر کرتے چلے جائیں اور اپنے تقویٰ کی فکر کریں اور اپنی اولاد کے تقویٰ کی فکر کریں۔ وہ آپ کی اپنی ذات میں داخل ہے اسی لئے قرآن کریم کی جو آیت میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی اس میں یہ لطیف مضمون بھی بیان فرما دیا اگر تمہیں حقیقۃً سوسائٹی کی اصلاح کی فکر ہے تو اپنی اولاد پر پہلے کام کرو۔ اس کے لئے دعائیں کرو، اس کے لئے اصلاح کی کوشش کرو۔ اگر تم ایسا کرتے ہو تو تمہارے دل کی سچائی کم سے کم ثابت ہو جائے گی۔ تم اس بات کے اہل ہو جاؤ گے کہ غیروں کو بھی نصیحت کرو، ان کے اندر بھی کمزوریاں اگر ہوں تو دور کرنے کی کوشش کرو اور یہ مضمون کھول دیا کہ اولاد سے جب تم یہ معاملہ کرتے ہو تمہیں پتا ہے کہ کیسا معاملہ کرتے ہو، کیسی اس میں سنجیدگی پائی جاتی ہے اور سنجیدگی کے نتیجے میں پھر اللہ تعالیٰ اس اولاد میں تبدیلیاں بھی پیدا کرتا ہے۔ اگر غیر سنجیدہ ہوتے ہو اور محض دکھاوا ہے اس سے کوئی بھی اثر نہیں

پڑتا۔ تمہارا رخ کسی اور طرف ہے اولاد کا کسی اور طرف ہے اور اگر اولاد کی حقیقی پرواہ نہیں اور غیروں پر ظلم کرنے پر آمادہ ہو تو پھر تمہارا تقویٰ نہیں ہے۔

اس لئے اپنی اولاد کا جو پہلی ہے اس کو نہ بھولیں۔ سب سے پہلے خصوصیت کے ساتھ اپنی اولاد کی طرف توجہ کریں اور اگر آپ اپنی اولاد کی طرف متوجہ ہو جائیں گے تو سوسائٹی میں ہر جگہ تقویٰ کی یاد دہانی کرانے والے ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے جن کی نصیحت پہ بدظنی نہیں کی جا سکتی، جن کی نصیحت میں ضرورت سے زیادہ تلخی پیدا ہونی نہیں چاہئے سوائے اس کے کہ اتنے ٹیڑھے ہوں بعض جیسا کہ بعض دفعہ بعض ماں باپ ہو جاتے ہیں کہ خود اپنی اولاد پر ایسی سختی کرتے ہیں جس کا ان کو حق نہیں ہوتا۔ دشنام درازی کرتے ہیں، گھر میں اک فساد برپا کیا ہوا ہوتا ہے، چین اڑا لیتے ہیں اپنے بیوی بچوں کا اور پھر اپنے ہاتھ سے ہلاک کر دیتے ہیں اپنی اولاد کو۔ ایسے بھی ہیں جن کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا ہے۔ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ (الانعام:۱۵۲) کہ اپنی اولاد کو خود اپنے ہاتھوں سے قتل نہ کیا کرو لیکن یہ عمومی قانون نہیں ہے۔ بھاری اکثریت انسانوں کی ایسی ہے جو اولاد کے متعلق ناواجب سختی پر آسانی سے آمادہ نہیں ہوگی۔ اس لئے وہاں آپ کو پریکٹس کرنے کا موقع مل جائے گا تقویٰ کی یعنی تقویٰ پیدا کرنے کی پریکٹس کرنے کا موقع مل جائے گا۔ اگر وہاں آپ سیکھ لیں کہ کس طرح تقویٰ پیدا کیا جاتا ہے، کس طرح اصلاح کی جاتی ہے تو پھر نسبتاً بہتر، زیادہ اہل ہو جائیں گے آپ اپنے گردوپیش کی اصلاح کرنے میں۔ لیکن بہر حال جیسا کہ میں نے کھول کے بیان کیا ہے اصلاح کا مضمون بالکل الگ ہے۔ اصلاح کے مضمون میں طعن و تشنیع نہیں پائی جاتی، اس میں غصہ نہیں ہوسکتا، اس میں دکھ دینا نہیں ہوتا بلکہ دکھ اٹھانا ہوتا ہے اتنا نمایاں فرق ہے اس میں کہ کوئی نابینا ہوگا تو اس کو وہ دکھائی نہیں دے گا ورنہ حقیقت میں یہ فرق بالکل واضح ہے۔ آنحضرت ﷺ سے سیکھیں کہ اپنے پر ظلم اور غیروں کے لئے رحمت۔ اصلاح جب بھی کی دکھ سے کی اور خود دکھ اٹھا کر کی غیروں کو دکھ میں مبتلا کر کے نہیں کی۔ اس لئے یہ محسوس قانون ہے Thumb Rule جس کو انگریزی میں کہتے ہیں۔ اس میں آپ کبھی دھوکا نہیں کھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان اعلیٰ تقویٰ کے مضامین کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

آج کچھ احباب اور خواتین کی نمازِ جنازہ غائب ہوگی جمعہ کے معاً بعد۔

ایک ہمارے وقف جدید کے پرانے کارکن بہت ہی مخلص، فدائی دوست تھے صوبیدار شرافت احمد صاحب، ان کی اہلیہ مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ کچھ عرصہ کافی علیل رہ کر وفات پاگئی ہیں۔

عزیزہ ہاجرہ بی بی صاحبہ، یہ بہت چھوٹی سی بچی تھیں بہت پیاری اور بہت محبت کی، نیکی کی باتیں کرنے والی تین سال کی عمر تھی صرف لیکن بڑی ذہین، جماعت سے بہت پیار کرتی تھیں یہ ہمارے منظور افضل بٹ خدا کے فضل سے بہت ہی اچھے کامیاب داعی الی اللہ ہیں کرائیڈن کی جماعت کے ان کی بھتیجی ہے اور اس اچانک حادثے کا شکار ہوگئی غالباً کنوئیں میں گری یا کہیں جھانکتے جھانکتے کوئی بہرحال حادثے کے نتیجے میں وفات پاگئی اور بڑا گہرا صدمہ ہے ان کے ماں باپ اور عزیزوں کو کیونکہ بچی بہت پیاری تھی ان کے لئے بھی دعا کریں اس کی تو خدا تعالیٰ نے مغفرت کے سامان خود ہی فرمائے

مکرم سیٹھی فضل حق صاحب۔ یہ بھی کرائیڈن کی خاتون ہیں لجنہ کی اچھی کام کرنے والی، قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتی ہیں، ان کے اجلاسوں میں لئیقہ شاہدہ، ان کے والد اور ان سے بڑھ کر قابل ذکر ہیں ان کے بھائی جو جہلم کے امیر ہیں اور وقت پر انہوں نے امارت سنبھالی ہے ماشاءاللہ بہت ہی اچھا کام چل رہا ہے جہلم کی جماعت کا اور ہر پہلو سے اب نمایاں فرق ہے۔ چنانچہ مربی کی رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ جس مسجد میں بہت کم نمازی ہوتے تھے اب خدا کے فضل سے بھری ہوئی ہوتی ہے۔ تو ان کے والد اچانک وفات پاگئے ہیں وہ آنکھوں کے آپریشن کے لئے گئے تھے لیکن آپریشن سے پہلی ہی ایک رات ہارٹ فیل ہوگیا۔

چوہدری محمود نعمت اللہ سمن آباد لاہور میں ایک چوہدری اللہ بخش صاحب جو برادر اصغر عنایت اللہ صاحب احمدی سابق مبلغ تنزانیہ ہیں، فالج کی وجہ سے وفات ہوئی۔

اور آخری جنازہ جس کا ہے ان کا نام ہے محمد حبیب صاحب ابن مکرم محمد لطیف صاحب سندھو جو ہمارے مبلّغ ماریشیس مکرم رفیق احمد صاحب جاوید کے چھوٹے بھائی تھے اور امریکہ گئے ہوئے تھے وہاں کسی حادثے کا شکار ہوگئے غالباً کسی موٹر کے حادثے کا شکار ہوگئے۔ ان پانچوں کی نماز جنازہ جمعہ کے معاً بعد ہوگی۔